

تو سویرا میرا

ڈاکٹر زوہا آصف

توسویر امیر ازوہا آصف

باب چہارم

نوٹ:

اس ناول کے تمام جملہ حقوق رائٹر زوہا آصف کے نام محفوظ ہیں۔

کسی بھی فرد یا ادارے یا دوسری ویب سائیٹ کو رائٹر کی اجازت کے بغیر اس کی اشاعت کا اختیار نہیں۔

ایسا کرنے والے کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

شکریہ

زوہا آصف

ZOHA ASIF

انتساب

ان تمام لوگوں کے نام جو اپنی اندھیروں بھری زندگیوں میں سویرے کی تلاش میں ہیں، روشنی آپ کی منتظر ہے!

ZOHA ASIF

باب چہارم؛ تلخ حقیقت

اس کے سامنے کافی کا بھاپ اڑاتا کپ تھا۔ جو طلال لئے کھڑا تھا۔ اس نے اپنی روتی سرخ آنکھیں اٹھا کر طلال کو دیکھا تھا۔ طلال نے اس پر ایک نرم نگاہ ڈالی تھی۔

کپ اس کے ہاتھ میں تھما کر وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔

اس نے پینک اٹیک کا اثر زائل کرنے کے لئے ایک دو گھونٹ بھرے تھے، کافی کا ٹیسٹ محسوس کرنا چاہا تھا۔

اب وہ آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ اور بازو کے پٹھے دبا رہی تھی۔ اپنے جسم کو معمول پر لانے کی کوشش کر رہی تھی۔

کئی لمحے یونہی تمام ہوئے۔ کچھ دیر بعد "ہبہ۔۔" اس کا نام بڑی نرمی سے پکارا گیا تھا۔

مگر وہ کچھ کہنے کی حالت میں تھی کہاں؟

طلال کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھیکا چہرہ، بکھرے ہوئے بال، اجڑی حالت۔

طلال اسے جتنے بھی عرصے سے جانتا تھا اس نے کبھی ہبہ کو اس حالت میں نہیں دیکھا تھا

وہ تو ہمیشہ فریش رہنے اور دکھنے والی لڑکی تھی۔ زندگی کی رونقوں سے بھرپور۔۔

مگر قسمت کبھی کبھی انسان کے ساتھ کیسے کیسے ظلم کر جاتی ہے۔۔

وہ بے بسی سے لب کاٹے گیا۔

"ہبہ؟" اس نے اس کے سامنے اپنا ہاتھ لہرایا۔

اس نے گوں مگوں کی کیفیت میں نظریں اٹھا کر طلال کی جانب دیکھا

"دوسروں کی ہمت بننے والے اپنی آزمائشوں پر یوں دل چھوڑ کر نہیں بیٹھا کرتے" طلال کی بات پر وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"دوسروں کو حوصلہ دینا پھر بھی آسان ہے مگر جب اپنے پر بات آتی ہے انسان وہ سب حوصلہ ہمت بڑھاتی باتیں بھول جاتا ہے" وہ کافی کے کپ پر انگلی پھیرتے ہوئے بولی تھی۔

"آپ کے منہ سے ایسی باتیں مناسب نہیں لگ رہیں۔" طلال کی بات سن کر اس کے لبوں پر تکلیف دہ مسکان آئی۔

"مجھے یہ حالات بھی مناسب نہیں لگ رہے۔۔مجھے میری فیملی کی ناختم ہونے والی آزمائشیں بھی ٹھیک نہیں لگتیں میں کیا کروں؟ ہم کر ہی کیا سکتے ہیں؟ بہت بے بس ہیں ہم" ہبہ نے آنکھ کا نم کنارہ صاف کرتے ہوئے کہا

"ہم بے بس ضرور ہیں۔۔لیکن میں آپ کی دوسری بات سے اختلاف کروں گا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم کچھ کر ہی نہیں سکتے۔۔ہم دعا کر سکتے ہیں ہبہ۔۔دعا ہماری سب سے بڑی طاقت ہے۔۔اور یہ بات مجھے کسی بہت اپنے نے تب سمجھائی تھی جب میں بھی آپ کی طرح حوصلہ کھو بیٹھا تھا۔" طلال کی بات پر اسے اپنی اور اس کی پچھلی رات کی ملاقات یاد آئی۔

ZOHA ASIF

"انسان اپنے برے وقت میں اپنی ہی کہی ہوئی باتیں کیسے بھول جاتا ہے نہ؟" ہبہ نے اس کی جانب دیکھا۔

طلال مسکرا دیا۔ ہبہ چند لمحے یونہی خاموش رہی۔

"میں پرئیر روم جا رہی ہوں۔۔" کچھ دیر بعد وہ اٹھی تو طلال نے سنا۔ وہ مطمعین ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کی باتوں کا اثر ہوا تھا تبھی وہ اٹھی تھی۔

"جاتے ہوئے اماں کو بھی دیکھتے جایئے گا وہ آپ سے زیادہ پریشان ہیں مگر حوصلہ آپ سے زیادہ دکھا رہی ہیں" طلال کی آواز پر وہ مڑی۔۔ اسے دیکھا۔۔ پھر سمجھ کر سر ہلایا۔۔ شکریہ بہت چھوٹا سا لفظ تھا جو وہ کہنا بھی چاہتی تھی اور نہیں بھی۔۔ مگر خاموش رہی۔۔ چند لمحے یونہی کھڑی اسے دیکھتی رہی اور پھر وہ وہاں سے چل دی۔

اس کے جانے کے بعد طلال اس سیٹ پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔ اس کا ارادہ کچھ دیر کمر سیدھی کرنے کا تھا۔ باڈی سٹریچ کرتے ہوئے اس کی نظر ساتھ والی سیٹ پر پڑے ہبہ کے کپ پر گئی۔۔ جو ابھی بھی آدھا ویسے ہی پڑا ہوا تھا۔ وہ دو گھونٹ بھی مشکل سے پی کر گئی تھی۔

اس نے وہ کپ اٹھایا۔۔ دھیرے سے ہاتھ لے جا کر لبوں پر روکا۔۔ اس کافی میں سے ایک گھونٹ بھرا۔۔

اس کے جسم کے اندر تک سکون اتر گیا۔

اب وہ یونہی ٹیک لگائے گھونٹ گھونٹ وہ کافی پی رہا تھا۔۔ وہ لڑکا جس نے کبھی اپنے بھائی کا جھوٹا نہیں کھایا تھا آج اس لڑکی کی جھوٹی چھوڑی ہوئی کافی اتنے مزے سے پیے جا رہا تھا۔۔

کافی پیتے ہوئے اس کی سوچوں کا مرکز بھی وہی لڑکی تھی جس کی جھوٹی کافی وہ بہت اطمینان سے پی رہا تھا۔

بخاری ولا سے اگر کوئی طلال بخاری کی یہ حرکت دیکھتا تو شاک سے ایک دو بار تو ضرور بے ہوش ہو جاتا۔

☆☆☆☆☆

طاہر کو آئی سی یو سے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔انہیں مائنر ہارٹ اٹیک ہوا تھا مگر اب وہ خطرے سے باہر تھے۔ہبہ مسلسل ان کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ان کا ہاتھ تھامے بس ٹکٹکی باندھے انہیں دیکھ رہی تھی، کبھی ان کا ہاتھ چومتی تو کبھی چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگتی۔اس کی بے چینی حد سے سوا تھی اور کسی طور کم نہیں ہو رہی تھی۔اس کی حالت دیکھ کر طلال کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

آج ایمرجنسی کی وجہ سے اس نے اپنی ساری میٹنگز سارے شیڈول کینسل کر دیے تھے۔

نجانے کیا بات تھی جو وہ یہ سب کر رہا تھا شاید ہمدردی، یا شاید انسانیت۔۔

یا پھر وہ خود بھی تو انہی سب حالات سے ایک بار گزر چکا تھا۔

اس نے بھی اتنا برا وقت دیکھا تھا۔وہ بڑا تھا اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔

اس لئے وہ کم از کم ہبہ کو اپنے ہوتے ایسا اکیلا اور تنہا نہیں محسوس کروانا چاہتا تھا جیسے اپنے ماں باپ کے ایکسیڈنٹ کے ٹائم اس نے خود محسوس کیا تھا۔

"بیٹے اب ہبہ کے ابا بہتر ہیں آپ بھی جائیں آرام کریں، ہماری وجہ سے پہلے ہی صبح سے آپ نے بہت پریشانی اٹھائی ہے۔"فوزیہ اس کی جانب آئی تھیں اس کو فکر بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہ نرمی سے کہنے لگیں۔

اس نے بے ساختہ ان کے چہرے پر دیکھا، ممتا بھری نگاہیں اور متفکر تاثر۔ان کی بات سن کر وہ مسکرا دیا۔

"بیٹا بھی کہہ رہی ہیں اور جانے کو بھی کہہ رہی ہیں؟"طلال کی بات پر وہ دم بخود رہ گئیں۔اتنا حاضر جواب تھا تبھی تو اتنی سی عمر میں اتنی بڑی کمپنی کا سی ای او تھا۔

"اچھا تھوڑی دیر کے لئے ہی چلے جاؤ، پھر بے شک واپس آ جانا۔۔ فریش ہو جاؤ کچھ کھا پی آؤ صبح سے ہمارے ساتھ یہاں رہے ہو" فوزیہ فکر مندی سے بولی تھیں۔

"آپ لوگ یہاں کے سب معاملات کیسے ڈیل کریں گے؟" اس نے فکر مندی سے سامنے بیڈ پر لیٹے طاہر کا ہاتھ وقفے وقفے سے چومتی ہبہ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"بیٹا ہم پہلے بھی کرتے آئے ہیں، تم فکر نہ کرو۔" فوزیہ نے اس کے کندھے پر اپنا جھریوں بھرا ہاتھ رکھا۔

اس نے ہبہ سے نگاہیں ہٹا کر فوزیہ کو دیکھا۔ وہ اس کے لئے واقعی پریشان ہو رہی تھیں۔

"پہلے میں آپ کے ساتھ نہیں تھا، اب ہوں۔ اگر میں آپ دونوں خواتین کو اس پریشانی کی حالت میں تنہا چھوڑ دوں تو میرے ہونے کا کیا فائدہ ہوا؟" طلال کی بات پر وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔

"بیٹا۔ تم پر فرض نہیں ہے ہمارے لئے موجود ہونا" کچھ لمحے خاموشی کے بعد وہ دھیرے سے کہنے لگیں۔ آنکھیں جھکی ہوئی تھیں، شاید ان میں آ جانے والی نمی چھپانے کی کوشش جاری تھی۔ جو اپنے تھے وہ بیگانے بن چکے تھے اور جو غیر تھے وہ اپنوں سے بھر کر اپنائیت دکھا رہے تھے۔

"ٹھیک ہے میں شام میں آتا ہوں آپ اپنا اور ہبہ کا خیال رکھیے گا۔۔ کچھ بھی ایمرجنسی ہو تو ہبہ کے فون سے مجھے کال کر لیجیے گا۔ اور میں صرف آپ کی بات کا مان رکھنے لئے جا رہا ہوں۔ پھر واپس آ جاؤں گا پھر ہبہ کے فادر ڈسچارج ہو جائیں گے تو ہم انہیں گھر لے چلیں گے۔"

اس کی بات پر فوزیہ نے سر ہلا دیا تھا۔ طلال ہبہ پر ایک آخری نگاہ ڈال کر فوزیہ سے فی امان اللہ کہہ کر وہاں سے نکلا تھا۔ فوزیہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا جس نے بیٹا نہ ہوتے ہوئے بھی آج بیٹوں کا فرض نبھایا تھا۔

جو اس سارے مشکل وقت میں ان کا حوصلہ بنا رہا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

دو دن کے بعد طاہر کو گھر آنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ ہبہ کو بھی طلال نے ایک ہفتے کی چھٹی دی تھی تا کہ وہ گھر رہ کر اچھے سے اپنے ابا کا خیال رکھ سکے۔

وہ دن رات بس ابا کے سرہانے بیٹھی رہتی۔۔ ان سے ہزاروں باتیں کرتی۔۔ فوزیہ بس چپ چاپ اپنی بیٹی کو دیکھتی رہتیں۔۔ وہ جانتی تھیں ہبہ اپنے ابا سے بہت اٹیچ تھی۔۔ فوزیہ سے کبھی ناراضگی یا خفگی بھی ہو جایا کرتی تھی مگر۔۔ ابا تو اپنی لاڈلی کے جگڑی یار تھے۔۔

"ہبہ۔۔ میں سوچ رہی ہوں کل شام طلال کو کھانے پر بلا لیں؟" وہ لوگ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے جب فوزیہ نے بات کا آغاز کیا تھا۔

"کیوں اماں؟" وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ ہبہ ایک نوالہ اپنے منہ میں ڈال رہی تھی اور دوسرا طاہر کے منہ میں۔

"اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے ہمیں۔۔ اس نے اس دن ہماری بہت مدد کی تھی۔ اتنا خیال رکھا تمہارا میرا۔۔ اور تمہارے ابا کا تو ہر معاملہ وہی دیکھتا رہا۔۔ ابھی بھی روز صبح شام ایک بار فون کر کے ان کی خیریت ضرور دریافت کرتا ہے بہت نیک بچہ ہے" وہ روانی میں بولتی گئیں اور حیرت کے مارے ہبہ کا منہ کھلتا گیا۔ اس سارے عرصے میں اس کا طلال سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔ اس کا فون کہاں پڑا ہوتا تھا اس یہ بھی ہوش نہیں تھی۔ اس کی زندگی بس اس کے باپ کے ارد گرد گھومتی تھی۔

طاہر نے مسکرا کر اس کی ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا منہ بند کیا تھا۔

"کیا واقعی؟" ہبہ ابھی بھی بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔

"تو کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں؟ حتیٰ کہ تمام بلز بھی اسی نے پے کیے ہیں، میں منع کرتی رہ گئی اس نے میری ایک نہیں سنی۔" فوزیہ کی بات پر وہ حیرت کے مارے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

"آپ جانتے ہیں اس نے مجھ سے کیا کہا؟" فوزیہ طاہر کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہوئے بولیں۔

طاہر نے نقاہت بھرا چہرہ اٹھا کر ان کی طرف نظریں پھیریں۔

"میں نے اس سے کہا بیٹا اتنا خرچہ تم کیوں کر رہے ہو ہماری خاطر۔۔ میں تمہیں کچھ رقم دے دیتی ہوں باقی کی ہبہ کی اگلی تنخواہ سے کاٹ لینا۔ مگر۔۔ اس نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ۔۔ پیسوں کی کوئی بات نہیں ہے۔ اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں۔ اگر میں آپ سے پیسے لوں گا تو میرے بابا مجھے کبھی معاف نہیں کریں گے۔" فوزیہ نے طاہر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کی بات سن کر ہبہ مزید حیرت سے فوزیہ کو دیکھنے لگی۔ جبکہ طاہر خاموش تھے۔

"اماں وہ بھلا ایسے کیوں کہیں گے؟ ہمارا ان سے کیا تعلق ہم ان کے اپنے تھوڑی ہیں؟" ہبہ متحیر دکھائی دے رہی تھی۔

"یہی بات مجھے بھی سمجھ نہیں آئی، اپنوں والی بات اس نے انسانیت کے لئے بھی کہی ہو، یہ اس کے بابا کی ناراضی سے ہمارے پیسے دینے کا کیا تعلق ہوا بھلا؟" فوزیہ ابھی بھی اس دن کی کہی طلال کی بات پر الجھی ہوئی تھیں۔

"مجھے بھی نہیں سمجھ آ رہا اماں، حالانکہ ان کے بابا کی ڈیتھ تو پانچ سال پہلے ہو چکی ہے۔" ہبہ بھی پریشان دکھائی دی۔

طاہر نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"ابا۔۔اس کا کیا مطلب ہوا؟" ہبہ نے نا سمجھی سے باپ کو دیکھا۔

"جس بات کے پیچھے کی وجہ معلوم نہ ہو، اس کے لئے اپنے دماغ پر اتنا زور نہیں ڈالتے۔" طاہر کی بات پر وہ دونوں چپ کر کے انہیں دیکھنے لگیں۔

"پر ابا" اس کے باقی الفاظ منہ میں ہی تھے جب ایک اور مردانہ آواز کمرے میں گونجی تھی۔ جس کے ہبہ کی سماعت سے ٹکراتے ہی اس کا جسم سن ہو گیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

اس نے حیرت سے سر اٹھا کر دیکھا۔ سامنے نک سک سے تیار کھڑے طلال کو دیکھ کر اس کا سر چکرانے لگا۔ یہ یہاں کیسے ؟ ابھی چھٹی ختم ہونے میں دو دن باقی تھے مگر پھر وہ یہاں کیوں موجود تھا؟

"آپ؟" اس نے عجیب سوالیہ نظروں سے طلال کو دیکھا۔

"السلام علیکم۔" اس کے سلام پر فوزیہ نے آگے بڑھ کر اسے پیار کیا۔ طاہر نے بھی اتنی تکلیف کے باوجود اسے گلے سے لگایا تھا۔ اور ہبہ وہ تو ابھی تک سکتے کی کیفیت میں تھی۔

"ہبہ جاؤ طلال بیٹے کے لئے کچھ کھانے کو لاؤ" فوزیہ نے بظاہر بڑی محبت سے کہا تھا مگر آنکھوں میں سختی واضح تھی جو اس بات کی نشانی تھی کی کہ اسے ان کی گزشتہ گفتگو کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہونا چاہیے۔

وہ جی کہتے ہوئے کمرے سے باہر آگئی تھی۔ اس حالت میں وہ ویسے بھی طلال کے سامنے نہیں آنا چاہتی تھی۔ وہ تو آرام سے گھر کے آرام دہ حلیہ میں تھی اسے کیا خبر تھی طلال یوں بغیر بتائے چلا آئے گا؟

وہ کیچن میں گئی۔ دماغ تپا ہوا تھا جس کا برملہ اظہار منہ سے کیا جا رہا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی ویسے؟"

"ایسے تھوڑی نہ کسی کے گھر آتے ہیں؟"

"حد ہے ویسے"

"ہفتے کی چھٹی دی ہی تھی تو ریمائینڈر بن کر خود آ گئے"

"اف۔۔" وہ فریج سے کولڈ ڈرنک نکالنے کے لئے مڑی۔ وہاں دروازے کی اوٹ میں کھڑے طلال کو دیکھ کر اس کا سانس رکا۔

وہ دروازے سے ٹیک لگائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ہبہ نے ایک بار اپنے حلیے کو دیکھا۔

"اوہ نہیں، مجھے سب سے پہلے چینج کرنا چاہیے تھا" اس نے دل میں سوچا مگر اب کیا کرتی۔۔

گلابی رنگ کی لوز سی شرٹ اور سیاہ پاجامامیں وہ کوئی ڈول ہی معلوم ہو رہی تھی۔ بال کھلے تھے اور چہرہ ہر قسم کی بناوٹی سنگھار سے پاک تھا۔ اس کا اتنا گہرا مشاہدہ کرتے ہوئے طلال کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا۔ مگر احساس ہوتے ہی فوراً اس کے وجود پر سے اپنی نگاہیں ہٹالی تھیں۔ نظریں دوسری جانب موڑے وہ ابھی بھی اس ایک گہری نظر کے اثر میں تھا۔

"کوئی لڑکی بھلا سادگی میں بھی اس قدر خوبصورت کیسے ہو سکتی ہے؟" اس کا دل باغی ہو گیا تھا۔

"کچھ چاہیے تھا؟" ہبہ کی خفت بھری آواز پر وہ چونکا۔ ہبہ نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"جی؟" وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا، ظاہر ہے مہمان کی حیثیت سے پہلی بار ان کے گھر آیا تھا، لیکن یہاں کیچن میں کیا کر رہا تھا۔

"آپ کو کچھ چاہیے؟" اس کے دوبارہ سوال کرنے پر وہ اسے دیکھنے لگا۔ وہ حیران تھی کہ اگر اسے کافی بھی چاہیے تھی تو اماں آکر ہبہ کو بتا سکتی تھیں، لیکن یقیناً اس نے اچھا انسان بننے کے چکر میں انہیں روک کر خود آکر بتانا مناسب سمجھا ہو گا۔

وہ ایک لمحے کو سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس کے سامنے وہ شے کی جو وہ ان کے لیے لایا تھا۔

"جی وہ میں یہ آپ سب کے لیے لایا تھا۔" طلال نے ہاتھ میں پکڑی پھلوں سے بھری ٹوکری اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا جسے دیکھ کر ہبہ کا چہرہ حیرت زدہ رہ گیا۔

"آپ یہ۔ اتنا سب کیوں لائے ہیں؟" وہ حیرت کی زیادتی کی وجہ سے منہ بند نہیں کر پا رہی تھی۔

"انکل بیمار ہیں، ان کی تیمارداری کے لئے آیا تھا، خالی ہاتھ آنا اچھا نہیں لگتا نا" اس کی بات پر ہبہ کا حیرت سے کھلا ہوا منہ بند ہوا تھا۔

"انکل؟" اسے حیرت تو ایک سے زیادہ باتوں پر تھی مگر خیر۔۔ حیرت سے کھلا منہ بند کرنا ہی بہتر تھا

"اوہ شکریہ۔" ہبہ نے سنبھل کر اس کے ہاتھ سے وہ ٹوکری پکڑ لی۔ گفتگو ختم ہوئی تھی، کہنے کو کچھ باقی نہیں رہا تھا اور رکنے کا جواز بھی وہ کچھ لمحے یونہی کھڑا رہا تو ہبہ نے پوچھا۔

"آپ کو کچھ چاہیے؟" اس کے پھر سے وہی سوال کرنے پر طلال کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ امڈ آئی۔

چاہیے تو اسے اب ایک ہی انسان تھا جسے کیسے بھی کر کے اس نے حاصل کرنا تھا یہی اس کے دل کی تمنا تھی۔

"وہ۔۔" طلال نے اتنا ہی کہا تھا جب ہبہ بول پڑی

"کافی؟" اس کے یوں پوچھنے پر وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"اگر مل سکتی ہے تو شیور" وہ پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہہ رہا تھا۔ آج اس نے معمول کے مطابق کوٹ نہیں پہنا ہوا تھا بلیک پینٹ پر گرے شرٹ پہنی ہوئی تھی جس کے بازو کہنیوں تک سلیقے سے فولڈ کیے ہوئے تھے۔

آستینوں کو فولڈ کرنے کے باعث اس کی سبز و نیلی رگیں واضح طور پر دکھائی دے رہی تھیں۔ سفید بازو پر سبز رنگ کی رگیں حسین امتزاج تھیں۔ ہبہ ابھی اور بھی ملاحظہ کرنا چاہتی تھی کہ طلال کے گلا کھنکارنے پر وہ واپس ہوش میں آئی تھی۔

اس نے ایک نگاہ طلال پر ڈالی۔ طلال براہ راست اسی کی نگاہوں میں دیکھ رہا تھا

"اوہ۔۔ کافی۔۔ یس۔۔ آپ جائیں میں لے کر آتی ہوں" اس نے گھبراہٹ میں فوراً جملہ پورا کیا اور رخ موڑ کر کیچن کے کیبنٹ الٹ پلٹ کرنے لگی۔ طلال اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر محظوظ ہوا۔ تبھی اس کا فون بج اٹھا اور وہ فون کان سے لگاتا مسکراتے ہوئے باورچی خانے سے باہر نکل گیا۔

اگر آفت گینگ طلال بخاری کو یوں مسکراتا ہوا دیکھ لیتی تو نجانے کتنی شہادتیں ہوتیں۔۔

☆☆☆☆☆

"آپ کی طبیعت اب کیسی ہے؟" وہ حلیہ درست کر کے کافی کے مگ لیے کمرے میں آئی تو طلال طاہر کی خیریت دریافت کر رہا تھا۔

"بس بیٹے اللہ کا شکر ہے۔ آپ کا بھی بہت احسان ہے جو آپ نے میرا اور میری فیملی کا اتنا خیال رکھا۔ اس کی بات پر نجانے کیوں طلال کا دل دکھا مگر وہ نظر انداز کر گیا۔

"احسان کی کوئی بات نہیں ہے، انسانوں پر احسان بس اللہ کرتا ہے بس ذریعے اور وسیلے لوگ بنتے ہیں۔" طلال کی بات پر وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکے۔

"باتیں بہت گہری کر لیتے ہو برخوردار" طاہر نے نقاہت کے باوجود مسکراتے ہوئے کہا، ان کے یوں کہنے پر وہ بھی مسکرا دیا۔

"آپ کی والدہ کی طبیعت اب بہتر ہے؟" ماحول میں پھیلی خاموشی زائل کرنے کے لئے فوزیہ نے پوچھا۔

"نہیں ویسی ہی ہے۔ ذرا بہتری آئی تھی پھر طبیعت بگڑ گئی۔۔ اب ڈاکٹر نے ان کا زیادہ خیال رکھنے کو کہا ہے۔ لیکن ان کا (اور میرا) خیال رکھنے والی چھٹی پر ہیں۔" اس نے ایک نگاہ ہبہ پر ڈال کر کہا تھا اس کی بات پر طاہر اور فوزیہ مسکرا دیے۔

"ہبہ" ہبہ کا سرے سے ہی ان کی گفتگو میں کوئی دھیان نہیں تھا وہ تو بس اس سوچ میں الجھی تھی کہ آخر طلال اس کے گھر کیوں آیا تھا؟ وہ اس کا باس تھا، اتنی تیمارداری اور خدمات اس کی بنتی نہیں تھیں جتنی وہ کر رہا تھا۔ اور اس سے بھی زیادہ وہ اپنی کچھ دیر پہلے کی حرکت پر خفت میں مبتلا تھی اور مزید اس سے کوئی بات چیت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"جی ابا؟" وہ یک دم اپنی سوچوں کی دنیا سے باہر نکلی۔

"بیٹے آج اپنی میم سے مل آؤ۔ منڈے سے ویسے بھی آپ نے دوبارہ جوائن کرنا ہی ہے" طاہر کے کہنے پر وہ حیرانی سے انہیں دیکھنے لگی۔ وہ واقعی اپنے باپ کی بیماری میں وہ خالدہ کو بلکل بھول چکی تھی۔ پچھلے کچھ دن اتنی اذیت میں گزرے

تھے کہ اسے ان کے بارے میں خیریت دریافت کرنا بھی یاد نہیں رہا تھا۔ اسے ایک دم ہی شرمندگی نے گھیر لیا تھا۔ مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہتی طلال بول پڑا۔

"نہیں، نہیں انکل میں تو یونہی کہہ رہا تھا۔ مس نایاب کی جوائننگ منڈے سے ہے، آپ تبھی سے آیئے۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے" طلال نے فوراً ہی کہا تھا۔

"یہ تو آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے میری بیٹی کو چھٹی دے دی ورنہ آج کل کے دور میں نوکری سب سے مشکل کام ہے" طاہر نے طلال کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں شکر گزاری تھی۔

"نہیں نہیں انکل ایسی کوئی بات نہیں ہے" طلال نے انہیں دیکھتے ہوئے عاجزی سے کہا تھا۔ طاہر بے ساختہ مسکرائے تھے۔

"نہیں یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں بہت شکریہ آپ نے اسے آف دے دیا، ورنہ آج کل کی نوکریوں میں تو مرگ پر بھی آفس بلائے رکھتے ہیں" فوزیہ نے کانوں کو ہاتھ لگاتے کہا۔

"میں حتیٰ الامکان کوشش کرتا ہوں کہ اپنے املائیز کا خاص خیال رکھ سکوں۔ پھر بھی اگر کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو معذرت کرتا ہوں" طلال کی اتنی عاجزی پر وہ تینوں حیران تھے۔

"بیٹے تم بہت اچھے ہو، تمہاری سوچ بھی بہت نیک ہے۔ خوب معلوم ہوتا کہ تمہاری تربیت بہت ہی عظیم والدین نے کی ہے۔" فوزیہ نے مسکرا کر کہا تھا۔ اس کی بات پر طلال نے تشکر سے انہیں دیکھا تھا۔

"یہ تو بس اللہ کا کرم ہے، میرا اس میں کوئی کمال نہیں۔ خیر میں چلتا ہوں، امید ہے آپ کو میرا یہاں آنا برا نہیں لگا ہو گا۔" طلال نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات پر فوزیہ اور ہبہ بھی کھڑی ہوئیں۔

"ارے نہیں بیٹے کیسی باتیں کر رہے ہو، تمہارا جب دل کرے آسکتے ہو۔" فوزیہ نے اس کے جھکے ہوئے سر پر دونوں ہاتھوں سے پیار دیا۔ طاہر سے بھی جھک کر مصافحہ کر کے وہ کمرے سے باہر نکل رہا تھا جب فوزیہ نے ہبہ کو آواز دی۔

"جاؤ بیٹا طلال کو گیٹ تک چھوڑ آؤ" وہ سر ہلاتی اس کے پیچھے ہولی۔

وہ سر جھکائے اس کے پیچھے پیچھے چلتی جا رہی تھی جب اچانک طلال کے مڑنے پر وہ اس سے بری طرح ٹکرائی۔

اتنے زبردست تصادم کے بعد سر چکرانے لگا تھا اس نے اپنا سر تھامتے ہوئے ایک خفگی بھری نگاہ طلال پر ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی خفا صورت پر طلال کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی جسے وہ لبوں میں دبا گیا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" اس نے فکرمندی سے پوچھا۔

"آپ کے ہوتے کیسے ہو سکتی ہوں؟" اس کے لبوں نے بڑبڑاہٹ کی مگر وہ سن نہ سکا۔

"ہمم؟" طلال کو ایک نظر دیکھ کر اس نے اپنا سارا غصہ دبایا اور ہلکی سی مسکراہٹ سے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"منڈے سے جوائن کر رہی ہیں نہ آپ دوبارہ؟" طلال نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس نے پھر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے اللہ حافظ" وہ ایک الوداعی نگاہ اس پر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔

ہبہ کچھ دیر پر سوچ نگاہوں سے بند دروازے کو تکتی رہی جہاں سے کچھ لمحے پہلے طلال باہر گیا تھا اور پھر بالوں کو جوڑے کی صورت باندھتی ہوئی اندر کی جانب آ گئی۔۔

☆☆☆☆☆

"طلال بھائی نے انہیں کہیں نوکری سے تو نہیں نکال دیا؟" فروہ کی بات پر صفا کا نمکو کے پیکٹ میں جاتا ہاتھ رکا۔

"ارے نہیں بس ایک ویک کے لئے آف دیا ہے" صفا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں ویسے اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے؟" عماد نے صفا کے ہاتھ سے نمکو پکڑتے ہوئے پوچھا جس پر صفا اسے بری طرح گھورنے لگی پر اس کے گھورنے پر دھیان ہی کس کا تھا؟

"مجھے ان کی نہیں فکر ہو رہی۔" فروہ نے منہ پھلایا۔

"تو؟" عدیل کے پوچھنے پر وہ دونوں ہاتھ کمر پر باندھ کر انہیں دیکھنے لگی۔

"تمہیں نہیں پتہ کیوں پوچھ رہی ہوں میں؟" فروہ نے غصے سے انہیں دیکھا۔ جو دونوں مزے سے نمکو کے ساتھ انصاف کر رہے تھے پاس بیٹھی صفا انہیں ایسے گھور رہی تھی کہ نمکو نہیں ملی تو اب ان دونوں کو ہی کھا جائے گی۔ اور مروہ؟؟ وہ آرام سے کتابوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔

"مروہ بتائے گی" اپنا نام سن کر اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ عدیل اور عماد کو اپنی جانب مسکرا کر دیکھتا پا کر وہ اتنا تو سمجھ چکی تھی کہ پھر سے ان دونوں نے اس معصوم کو بلی کا بکرا بنا لیا تھا۔

"ک۔۔ کیا بتانا ہے؟" اس نے چشمہ سیٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"کہ فروہ کو مس نایاب کے آنے کا اتنی بے صبری سے انتظار کیوں ہے؟" اس کے سوال پر مروہ کا چہرہ چمکا۔

وہ ایسے خوش ہوئی جیسے وائوا میں پوچھا گیا سوال اسے رٹا رٹایا آتا ہو۔۔

"کیونکہ ہم نے مشن مس نایاب آؤٹ پرورک کرنا ہے نہ" اس کے جواب پر فروہ کا چہرا چمک اٹھا چلو کوئی تو تھا جو اس کی باتیں اتنی غور سے سنتا تھا۔

"بلکل ٹھیک۔۔" فروہ نے مسکرا کر کہا

"کیا ٹھیک۔۔۔ جان چھوڑ دیں ان کی اب آپ" صفا نے ناراضی سے اسے دیکھا۔ ناراضی فروہ کی بات سے زیادہ اس بات کی تھی کہ عماد اور عدیل اس کی نمکو ہڑپ کر چکے تھے۔

"نہیں انہوں نے طلال بھائی سے ہمیں اتنی ڈانٹ پڑوائی تھی اتنی آسانی سے کیسے معاف کر سکتے ہیں انہیں"

"پر وہ تائی جان کا اتنا اچھا خیال رکھتی ہیں۔۔ وہ تو آج تک کسی اور نرس نے اتنا نہیں رکھا اور نہ ہی کوئی اور اتنے دن تک ٹک سکی ہے" مروہ نے تھوک نگلتے ہوئے ہبہ کی سائیڈ لینا چاہی۔

"ہاں پر پھر بھی ہم مس نایاب آؤٹ ضرور کریں گے۔۔ اگر پھر بھی وہ رکنا چاہیں گی تو رک سکتی ہیں۔۔ پھر اس کے بعد ہم انہیں مزید تنگ نہیں کریں گے" فروہ نے تحکم بھرے انداز میں کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے" عدیل نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ جھاڑنے سے نمکو کا مصالحہ فروہ کے بالوں میں گرنے لگا۔۔ جسے صفا اور مروہ دیکھ رہی تھیں۔

"عدیل بھائی۔۔" صفا نے اسے دیکھا۔

"کیا کیا ہے اس نے صفا؟" فروہ نے پیچھے مڑ کر عدیل کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں بس اس نے نمکو کا مصالحہ تمہارے سر پر گرایا ہے اور وہ گندے ہاتھ تمہارے دوپٹے سے صاف کیے ہیں" عماد نے بڑی سادگی سے اتنے دھچکے والی بات فروہ کے گوش گزار کی تھی۔ اور فروہ؟ جس کے لئے یہ بات واقعی کسی صدمے یا دھچکے سے کم نہیں تھی۔۔۔

وہ ہمیشہ سے نک سک تیار صاف ستھری رہنے والی لڑکی۔۔ اسی کے بھائی نے اس کے ساتھ یہ کیا کر ڈالا تھا؟؟

"عدیل کے بچے۔۔۔" فروہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔۔

"سوری آئی ایم بچہ لیس" عدیل نے باقی کے ہاتھ بھی اس کے اوپر جھاڑ کر وہاں سے دوڑ لگا دی تھی۔اب عدیل آگے آگے اور فروہ پیچھے پیچھے تھی۔۔اور یہ منظر وہ سبھی باقی کی نمکو کھاتے ہوئے انجوائے کر رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

ہفتہ کیسے گزر گیا پتہ بھی نہیں چلا تھا۔اب طاہر کی طبیعت پہلے سے بہت بہتر تھی۔فوزیہ اور وہ مل کر ان کا بہت خیال رکھتے رہے تھے۔اتنے دن بعد کام پر واپس جانا اسے دنیا کا سب سے ناگوار کام لگ رہا تھا۔مگر پیسہ کمانا کوئی آسان کام تھوڑی ہے؟اپنے کمفرٹ زون سے باہر نکلنا پڑتا ہے،اپنے آرام و سکون کو قربان کرنا پڑتا ہے۔

وہ اپنے دھیان میں فون یوز کرتی بخاری ولا کے باہر پہنچ گئی تھی۔رکشہ والے نے بھی صبح صبح قوالیاں لگا لگا کر اس کے سر میں اچھی خاصی درد لگا دی تھی۔اس کا ارادہ اب جا کر سب سے پہلے اپنے لئے سٹرانگ سی کافی بنانے کا تھا۔

اماں کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے اس نے سیکیورٹی گارڈ کو سلام کیا۔اپنے دھیان میں چلتی وہ دروازہ کھلا دیکھ کر آگے بڑھی۔

نظریں سکرین پر ہونے کے باعث اپنے سے ایک قدم دور اس کا استقبال کرتے سکیٹ بورڈ پر اس کا دھیان نہ گیا اور اگلا قدم زمین پر ہونے کی بجائے اس پر رکھا گیا۔

وہ سکیٹ بورڈ جو پورے آٹھ دن سے اسی کا منتظر تھا۔۔فوراً جوش میں آیا اور ایک سو اسی کی سپیڈ پکڑ کر دوڑنے لگا۔ہبہ کو کچھ سمجھ نہ آیا اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔

اس تیزی سے بھاگتے سکیٹ بورڈ کے ساتھ کبھی دائیں کبھی بائیں ہوتی ہبہ پانچ منٹ کا راستہ دس سیکنڈ میں پورا کر کے اب بخاری ولا کے اندرونی دروازے کے قریب جاتی جا رہی تھی۔ چند ہی لمحوں میں اس کا سکیٹ بورڈ سیڑھی سے ٹکرانے والا تھا اور وہ دھڑام سے نیچے گرنے والی تھی۔ زیادہ چانسز فریکچر کے تھے۔ کلمہ پڑھتے ہوئے وہ آنکھیں بند کر چکی تھی۔۔ اللہ جی ہیلپ می۔۔۔ البتہ پیر کے فریکچر سے اس کی جان کو اتنا خدشہ نہیں تھا پھر بھی وہ احتیاطاً کلمہ پڑھ چکی تھی۔ اس بات سے بے خبر کے چند نفوس اس پرینک کی کتنے دنوں سے تیاری کر رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

اس سے پہلے وہ سکیٹ بورڈ سے گر کر اپنی ہڈی یا پسلی تڑواتی۔۔ ایک مضبوط ہاتھ نے اسے شہید ہونے سے بچا لیا تھا۔

بچانے والا طلال بخاری تھا جو ابھی ابھی جاگنگ کر کے لوٹا تھا۔۔ اپنے دھیان اخبار پکڑے اندر آتے اس نے یونہی نگاہ اٹھا کر پورچ سے اندر جاتے رستے کو دیکھا تھا۔۔

جہاں سامنے کا منظر دیکھ کر فوراً دوڑ کر اس نے ان محترمہ کو بچایا تھا۔۔

جب چند لمحوں تک اسے کوئی دھڑام سی آواز اور دردیں محسوس نہیں ہوئیں تو اس نے آہستہ آہستہ سے اپنی بھوری آنکھیں کھولیں۔۔ سکیٹ بورڈ اس سے چند فٹ دور پڑا ہوا تھا اور۔۔ وہ خود۔۔ زمین پر صحیح سلامت کھڑی تھی۔۔

ایک سکون کا سانس اس کے نتھنوں سے تحلیل ہوا۔

اس نے اب ہمت کر کے اپنے سے تھوڑا اوپر دیکھا جہاں طلال کھڑا تھا۔

طلال کو دیکھ کر اس کا سکون کا سانس واپس جسم میں گیا اور وہ اب خفت سے سر جھکائے کھڑی تھی۔

اس کی اس حرکت پر طلال نے بڑی مشقت سے اپنی مسکراہٹ روکی۔

"تھینک یو" ہبہ نے ایسے ہی سر جھکائے اتنی آہستہ آواز میں کہا کہ خود طلال بھی بمشکل ہی سمجھ پایا۔

"دھیان سے چلا کریں" طلال نے کہتے ہوئے اس کا بازو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔

وہ سر ہلاتے ہوئے اندر بڑھنے لگی۔۔ پھر ایک دم کچھ سوچتے ہوئے واپس مڑی۔۔ اس کے اندازے کے عین مطابق وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔

نظریں اس پر ٹکائے وہ بھی اب اسی سکیٹ بورڈ پر قدم رکھنے لگا تھا جب ہبہ بولی۔۔

"دھیان سے۔۔" ہبہ کی بلند آواز پر وہ رکا۔۔ اور اب اپنی حرکت دیکھ کر ہنسا۔

ہبہ نے اتنے عرصے میں پہلی بار اسے یوں ہنستے ہوئے دیکھا تھا، ہبہ کو تو جو حیرانی ہوئی سو ہوئی اندر لاؤنج کے شیشے سے دیکھتے آفت گینگ بھی طلال بخاری کو ہنستا دیکھ کر شاک میں جا چکے تھے۔۔

"چلیں۔" وہ اسے کہتے ہوا احتیاط سے سکیٹ بورڈ سائیڈ پر کرتا۔۔ اندرونی دروازہ کھول چکا تھا۔۔ اور آفت گینگ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ مشن مس نایاب آؤٹ کا پہلا مشن ناکام ہونے پر دکھی ہوتے یا پھر طلال بخاری کے نئے انداز و روپ کو دیکھ کر شاک میں جاتے۔۔

☆☆☆☆☆

وہ سبھی سر پکڑے بیٹھے تھے۔ چہروں پر اتنے غمگین تاثرات تھے کہ کوئی باہر والا آکر انہیں دیکھتا تو لازمی تعزیت کر جاتا۔

مروہ سب کے لئے جوس لائی تھی اس نے ایک نظر سب کو غم سے نڈھال چہروں کی جانب دیکھا، پھر لمبا سانس ہوا میں تحلیل کرتی ان کے سامنے باری باری جوس کے گلاس کیے جو انہوں نے بغیر کسی دوسری سوچ کے فوراً تھام لیے۔

"اب بس بھی کریں آپ لوگ" وہ ان سب کے شاک میں ڈوبے چہرے دیکھ دیکھ کر عاجز آچکی تھی۔

"مروہ تم نے دیکھا نہیں آج کیا ہوا؟" صفا کی بات پر وہ اسے دیکھنے لگی۔

"اگر تو تم مشن مس نایاب آؤٹ کا پہلا پرینک فیل ہونے کی بات کر رہی ہو تو کوئی بات نہیں ابھی اور بھی ٹارگیٹ ہیں جو ہم اچیو کر سکتے ہیں لیکن اگر تم سب طلال بھائی کے مسکرانے کی بات کر رہے ہو تو۔۔"

اس کی قینچی کی طرح چلتی زبان کو بریک عدیل نے لگائی۔

"اسے مسکرانا نہیں قہقہہ لگا کر ہنسنا کہتے ہیں" اس کی بات سمجھ کر اس نے سر ہلایا۔

"ہاں وہی۔۔ تو یہ تو خوشی کی بات ہے نہ" مروہ نے اپنی لاجک ان کے سامنے رکھی۔۔

"طلال بھائی ہنسیں خوش ہوں، یہ اچھی بات ہے مگر اگر خوشی کی وجہ مس نایاب بن گئیں تو ہمارے سارے پرینک الٹا ہم پر پڑ جائیں گے" فروہ نے مروہ کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے ایسا کچھ نہیں ہو گا" مروہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہو جائے گا اگر ہم نے جلدی سے انہیں بخاری ہاؤس سے باہر نہیں کیا تو۔۔" عماد نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں تو بھئی اس بات سے بہت خوش ہوں کہ چلو جو بھی ریزن ہو۔۔ طلال بھائی بھی مسکرا رہے تھے آج، عرصے بعد انہیں ایسا خوش دیکھا ہے میں نے، ورنہ تو بابا اور بڑے بابا کی ڈیتھ کے بعد سے کبھی ان کے چہرے پر مسکان بھی نہیں آئی۔ میرے خیال سے تم سب کو بھی ان کے لئے خوش ہونا چاہیے۔" مروہ نے خوش دلی سے کہا۔

"عماد اسے آفت گینگ سے ریسیگنیشن کا لیٹر مل جانا چاہیے اب" فروہ نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" اس کی مسکراہٹ کو فوراً بریک لگی۔

"تو تم ڈیسائیڈ کر لو تمہیں کس کی سائیڈ رہنا ہے۔۔" صفا نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

"بہت ہی ظالم ہو تم سب بھئی۔۔۔" مروہ نے انہیں گھورتے ہوئے کہہ کر وہاں سے باہر کی جانب قدم بڑھا دیے تھے جبکہ وہ سب واپس اپنے صدمے کی کیفیت میں جا چکے تھے۔

☆☆☆☆☆

"سکیٹ بورڈ سٹور روم سے سیدھا باہر پورچ پر کس نے رکھا؟" وہ سب قطار میں اس کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔

ایسی فرمابرداری شاید ہی انہوں نے کبھی دکھائی تھی۔۔ اندر ہی اندر طلال بھی ان کی نقلی معصومیت دیکھ کر حیرت زدہ تھا، مگر سنجیدہ تاثر قائم رکھنا تھا نہیں تو وہ اسے سنجیدگی سے نہ لیتے۔۔

"وہ خود چلے گیا ہو گا" فروہ کی دبی دبی سی آواز آئی۔

"خود کیسے؟" طلال نے حیرت میں ڈوبا چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھا جو سب قطار میں سر جھکائے کھڑے تھے۔

"ہاں طلال بھائی چلے گیا ہو گا" عدیل نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"آج کل ویسے ہی وہ کسی کی نہیں سنتا" عماد نے اس کی بات میں اضافہ کیا۔

"بہت باغی ہو گیا ہے، میں آپ کی ڈانٹ سن کر اسے ڈانٹوں گی پکا" صفا کی بات پر تو وہ بمشکل اپنے چہرے کو بے تاثر اور سنجیدہ رکھ پایا۔

"سکیٹ بورڈ تھا یا پھر تم سب کا پالا ہوا کوئی کتا؟ جو خود ہی پورچ تک چلے گیا؟ حد ہے تم سب کی ال لاجکل تھنکنگ کی بھی" طلال نے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

"طلال بھائی اس بار اسے معاف کر دیں اگلی بار سے نہیں کرے گا" فروہ کی حد درجہ معصومیت سے کہی گئی بات پر وہ اسے ٹکٹکی باندھے دیکھے گیا۔ مطلب ان میں سے آدھے یونیورسٹی جاتے تھے، لیکن پھر بھی ان کی حرکتوں اور باتوں میں ذرا عقلمندی یا میچورٹی نہیں دکھتی تھی۔

یا تو وہ خود بے وقوف تھا یا پھر شاید اسے بنایا جا رہا تھا۔ ان کی لاجک لیس باتوں سے تو اس نے یہی اندازہ لگایا تھا۔

"تم سب کے سب۔۔" ان کی بے تکی باتیں سن کر اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔

"جائیں؟ آپ نے ہمیں معاف کیا؟" صفا نے اسے اتنی معصومیت سے دیکھا کہ وہ حیرت زدہ کھڑا رہ گیا۔

"جاؤ تم سب، اور آئندہ ایسی کوئی حرکت نہ ہو" طلال نے ان سب کو وہاں سے بھگاتے ہوئے کہا۔

اس وقت اسے ذہنی سکون کی ضرورت تھی۔ ان سب کی بے مطلب باتیں سننے کے بعد اسے کافی کے کپ کی شدید طلب تھی۔

☆☆☆☆☆

وہ کیچن میں اپنے لئے کافی بنانے آیا تھا۔ سامنے کھڑی ہبہ کو دیکھ کر وہ چونک ہی تو گیا تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا، ہبہ نے اس کے سامنے ٹرے رکھی تھی۔

ٹرے میں ایک گرما گرم کافی کا بھاپ اڑاتا مگ رکھا ہوا تھا۔ کافی کو دیکھ کر اسے خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

"یہ کافی؟" وہ اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"آپ کے لئے بنائی تھی" ہبہ نے سرسری انداز میں کہہ کر رخ موڑ لیا تھا۔

سچ تو یہ تھا کہ زیادہ دیر اس کے سامنے کھڑے رہنے کی ہمت اس میں نہیں تھی، جانے اسے کیا ہوا تھا جو اس نے طلال کے بغیر کہے کافی بنائی تھی۔

اسے خود بھی نہیں پتہ تھا اس نے کیوں کافی بنائی تھی جبکہ اسے کہا بھی نہیں گیا تھا۔

شاید اسے معلوم تھا، اپنے کزنز کو جھاڑ پلانے کے بعد اس کے سر میں ٹیسیں اٹھیں گی اور اسے کافی کی طلب ہو گی، اور اسے خیال کے تحت اس نے اس کے لئے کافی بنا دی تھی۔

جب کافی لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے، ہبہ نے اس کی جانب دیکھا۔ اس کے اندازے کے مطابق وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ہبہ کا دل عجیب انداز میں دھڑکنے لگا، اپنی اس حرکت پر حیران و پریشان وہ اس سے نظریں ملانے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔

بس اس نے پچھلے دنوں ہبہ کے لئے جو کیا تھا، وہ اس کی احسان مند تھی، اور اپنی چھوٹی چھوٹی ایفرٹس سے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی۔

وہ بہت نیک لڑکا تھا، جو اس کے ماں باپ کا ہسپتال کے دنوں میں بہت خیال رکھتا رہا تھا۔

اور ہسپتال سے چھٹی ہونے کے بعد بھی وہ گھر اس کے ابا کی تیمار داری کے لئے آ گیا تھا۔

ان سے محبت اور احترام سے ملا تھا۔

وجہ وہ نہیں جانتی تھی لیکن اس کا خلوص اور محبت دیکھ کر وہ اس کے ماں باپ کے دل میں گھر کر گیا تھا۔

"یہ کافی؟" وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

اس نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا، مگر اگلے ہی لمحے اس کی نگاہیں خود بخود جھکتی چلی گئیں تھیں۔

افففف! کچھ تھا طلال کی نگاہوں میں ایسا کہ وہ اس سے نظریں نہیں ملا پائی اور رخ موڑ گئی۔

وہ بس وہاں سے رفو چکر ہو جانا چاہتی تھی۔۔

مگر طلال تھا کہ کافی لے کر جانے کی بجائے وہیں کھڑا رہا۔ کافی کا مگ تھامتے ہوئے وہ ہنوز اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"بتایا تو" وہ مختصر سی بات کر کے بس وہاں سے غائب ہو جانا چاہتی تھی۔

"آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ مجھے کس وقت کیا چاہیے ہوتا ہے؟" اس نے مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اس کے سوال پر ہبہ کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔

ZOHA ASIF

وہ مڑی، ہمت کر کے اس کی جانب دیکھا۔ چہرہ سنجیدہ تھا مگر آنکھوں میں انوکھی سی چمک تھی، ایسے جیسے کوئی خوشی چھپائی جا رہی ہو، چہرے پر مسرت کے تاثر تھے ایسے جیسے کسے نے اس کے دل میں گھر کر لیا ہو۔۔

"وہ میں۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا کیا جواب دے۔۔

طلال ایک قدم بڑھا کر آگے آیا، ہبہ کا دل مزید تیز تیز دھڑکنے لگا۔

اس سے پہلے وہ کوئی الٹا سیدھا جواب دیتی، وہاں عماد آیا تھا۔

اپنی مستی میں مگن، سیٹی کی دھن بناتا ہوا وہاں آیا تو ان دونوں کو یوں کھڑے دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کی سیٹی کی آواز سنتے ہی وہ دونوں اس ٹرانس سے باہر آئے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے بچو؟" وہ ان دونوں کو شرارتی نظروں سے دیکھتے پوچھنے لگا۔

جس پر موقع کو غنیمت جان کر ہبہ بغیر کچھ کہے باہر نکل گئی تھی، اپنی خفت چھپانے کا بہترین طریقہ یہی تھا کہ وہ خالدہ کے پاس چلی جاتی۔۔

اس سے پہلے طلال بھی وہاں سے رفو چکر ہوتا عماد اس کو گھیر کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"آپ کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے طلال صاحب۔۔" وہ مصنوعی سنجیدگی دکھاتا آنکھوں میں شرارت لئے بڑے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔

اور کمال سنجیدگی کا مالک اس کا بڑا بھائی، جو بخاری انڈسٹریز کا جانا مانا، مغرور و سخت سی ای او تھا، اس کے یوں پوچھنے پر اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

ZOHA ASIF

اس نے اسے بغیر کچھ کہے وہاں سے نکلنا چاہا مگر۔۔۔ سامنے بھی اسی کا بھائی تھا جو اپنے بھائی کی رگ رگ سے واقف تھا۔

"کیوں بھائی؟ نیت تو نہیں خراب ہو گئی مس نایاب پر؟" عماد نے ایک آنکھ دباتے ہوئے اسے چھیڑتے ہوئے کہا تھا۔

ہبہ کے لئے ایسے کہنا اسے بلکل مناسب نہیں لگا تھا۔

"ہاں نیت ضرور خراب ہوئی ہے مگر ان پر نہیں تم پر۔۔" طلال نے اسے سخت گھوری سے نوازا۔

"ہیں؟؟ مجھ پر کیسے؟" عماد نے اسے ناسمجھی سے دیکھا۔

"بھائی کیا آپ کا انٹرسٹ لڑکوں میں ہے؟؟" وہ اپنی عقل کے مطابق سوال کرنے لگا۔ طلال نے ضبط سے خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔ دو قدم چل کر اس کے قریب آیا اور۔۔ پھر دائیں بازو سے اس کی گردن قبضے میں لیتے وہ اسے اپنے ساتھ چلا رہا تھا۔

"ہاں لڑکوں کی مرمت کرنے میں" طلال نے اس کے اندیشے کو صحیح راہ دکھائی۔۔

"بھائی۔۔ مزاق کر رہا تھا" اس نے اپنی جان بچانی چاہی۔

"میں بھی چھوٹا سا مزاق کرنا چاہتا ہوں۔۔ اس مہینے کی سیلری سے تمہارا بانس کٹ کر دیا جائے گا۔" اس کی بات سن کر عماد کو یوں لگا جیسے اس کی زندگی میں اندھیرا چھا گیا ہو۔۔ اس سے پہلے وہ اپنے پر ہوتے اس ظلم پر بین کرپاتا طلال نے اسے پانچ منٹ میں آفس جانے کا کہہ کر دوسرا دکھ بھی دے دیا تھا۔

کافی کے مگ میں سے چسکی لیتے ہوئے وہ اس پر ایک نظر ڈالے، اس کے تاثرات سے بھرپور لطف اٹھاتے، اس کی گردن آزاد کر کے وہاں سے نکلا تھا۔

ZOHA ASIF

اور عماد بخاری وہاں کھڑا سوچ رہا تھا کہ پہلے کس غم پر آنسو بہائے جائیں۔۔ کس درد کی تکلیف کو محسوس کیا جائے۔۔

ہائے اس کا ظالم بڑا بھائی!

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر نے خالدہ بخاری کو تھوڑی نرم غذائیں کھانے کی اجازت دے دی تھی، ہبہ کی دیکھ بھال میں آتے اب وہ پہلے سے بہتر محسوس کرتی تھیں، پہلے انہیں بس لیکوڈ فوڈ دیا جاتا تھا مگر اب سیمی سولڈ فوڈ انہیں دینے کی پرمیشن مل گئی تھی۔۔ ہبہ پہلے سے بھی زیادہ دل سے ان کی خدمت کرنے لگی تھی۔۔

اس کی وجہ طلال کی وہ نرم دلی تھی جو اس نے ہبہ کے والدین کے معاملے میں دکھائی تھی۔

آج اس نے خالدہ کے لئے دلیہ بنانے کا سوچا تھا۔ تبھی صفا نے اسے آکر بتایا تھا کہ ذرا فروہ کا بی پی چیک کر دے۔۔ اس کے بعد دلیہ دے آئے۔۔۔

جس طرح اس نے فروہ کی ناسازی بتائی تھی وہ پریشان ہو گئی تھی۔

اتنی سی عمر میں یک دم چکر آنا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا آنا، اور کمزوری کے باعث بے ہوش ہو جانا واقعی تشویشناک بات تھی۔

ہبہ نے ایک نظر دلیے کو دیکھا جو ابھی پک رہا تھا پھر صفا کو۔ بس پانچ منٹ ہی تو لگیں گے، کر دیتی ہوں چیک۔ اس نے خود سے سوچا۔

"ٹھیک ہے میں ان کا بی پی چیک کر دیتی ہوں۔۔" اسے کہتی وہ چولہا بند کرتی اس کے ساتھ ہولی اس بات سے بے خبر کے آج آفت گینگ کا "مشن مس نایاب آؤٹ ڈے ٹو تھا"۔۔۔

فروہ کا بی پی چیک کرنے کے بعد وہ خالدہ کو ایک نظر دیکھ کر کیچن میں آگئی تھی۔ وہ اس ٹائم سو رہی تھیں، معمولی طور پر وہ دوپہر کے وقت نہیں سویا کرتی تھیں، اس لیے اس نے سوچا کہ وہ ان کے اٹھنے کا انتظار کر لے۔

حیرت کی بات یہ تھی کہ اس کی اتنی خراب حالت کے برعکس بی پی بلکل نارمل آیا تھا۔ جانے مشین میں کوئی گلچ آیا تھا یا پھر کوئی ڈرامہ رچا تھا، خیر اسے جتنا کہا گیا تھا، انسانی ہمدردی کے تحت وہ اتنا کر چکی تھی۔

دلیہ مکمل تیار کر کے وہ اب برتن سمیٹنے لگی تھی جب ایک دم کیچن کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سامنے طلال تھا۔ حلیے سے یوں لگتا تھا جیسے سیدھا آفس سے آیا تھا۔ چہرے پر تھکاوٹ کے آثار صاف ظاہر تھے۔ عموماً وہ اس وقت گھر نہیں آتا تھا۔

"صابرہ کہاں ہے؟" وہ اسے دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"وہ ان کے بیٹے کی طبیعت ٹھیک نہیں تو اس کے پاس گئیں ہیں اپنے کوارٹر میں" ہبہ نے اسے دیکھ کر جواب دیا۔

طلال نے اسے جواب پا کر سر ہلایا۔ اور جانے کے لئے مڑا۔ اب اسے کیا معلوم تھا کہ آفت گینگ کے صابرہ کو سبزی لانے کے بہانے دو گھنٹوں کے لئے سین سے آؤٹ کیا ہوا تھا۔

"آپ کو کچھ چاہیے تھا؟" ہبہ کے سوال پر اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری، جس معصومانہ انداز میں وہ اس سے سوال کرتی تھی کیسے نا اس نادان لڑکی پر اس کا دل فدا ہوتا۔۔

وہ چہرہ سنجیدہ کیے اس کی جانب مڑا۔

"صابرہ نے لنچ ریڈی کر دیا ہے تو سرو کر دیں۔۔ اگر آپ کو کوئی پرابلم نہ ہو تو" طلال نے انتہائی مہذب انداز میں اس سے کہا۔ وہ بغیر کچھ بولے کیچن میں لنچ تلاشنے لگی،

"لگتا ہے وہ لنچ بنا کر نہیں گئیں" اس نے فریج شیلفیں اور آون وغیرہ اچھے سے چیک کر کے اسے بتایا۔

ZOHA ASIF

"ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔۔" وہ وہاں سے جانے لگا جب پھر سے ہبہ کی بات سن کر رک گیا۔

"آپ چاہیں تو دلیہ کھا سکتے ہیں، میم کے لئے بنایا تھا۔ مگر ابھی وہ سو رہی تھیں تو میں نے انہیں نہیں اٹھایا۔" ہبہ نے اس کے سامنے ایک آفر رکھی جسے اس نے خوشدلی سے قبول کیا۔

تھکاوٹ حد سے زیادہ تھی اور بھوک اس سے بھی زیادہ شدت کی لگ رہی تھی۔ ایسے میں کچھ بھی خوش ذائقہ مل جانا بھی اس کے لئے غنیمت تھا۔

اس نے اس کی رضامندی جان کر دلیہ پلیٹ میں نکالا۔ طلال بھی اب کیچن میں بنے ٹیبل کے گرد کرسی میں بیٹھ گیا۔

ہبہ نے دلیہ گرم کر کے اس کے سامنے رکھا۔ پھر پانی کا گلاس اور جگ بھی ساتھ وہیں ٹیبل پر رکھا۔

طلال نے اسے شکریہ کہہ کر چمچ اٹھایا۔۔ بسم اللہ پڑھتے اب اس نے پہلا چمچ دلیے سے بھرا تھا۔

منہ میں رکھتے ہی اسے کچھ عجیب محسوس ہوا۔۔ تھوڑے لمحوں کے بعد اسے اپنے منہ میں کڑواہٹ گھلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

اس نے ایک نظر ہبہ کو دیکھا جو اپنے دھیان اپنا کام کر رہی تھی۔۔ اور پھر دلیہ جیسے تیسے اپنے اندر گزارا۔۔

کرسی دھکیل کر کھڑا ہوا۔۔ کرسی کی آواز پر ہبہ نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟" وہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

طلال بغیر کچھ کہے آگے آیا سب سے پہلے اس نے پانی کا لبالب بھرا گلاس ایک ہی بار میں حلق سے نیچے اتارا۔۔

"کیا بات ہے؟" اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ کر ہبہ اچھی خاصی پریشان ہو چکی تھی۔

"جب آپ یہ بنا رہی تھیں تو کیا یہاں سے کہیں گئیں تھیں؟" اس کے سوال پر وہ سوچنے لگی۔

"جی مس فروہ کا بی پی چیک کرنے کے لئے بلایا تھا انہوں نے بس وہیں گئی تھی۔"

"سمجھ گیا" طلال نے سر ہلایا۔ اگلے لمحے آفت گینگ کیچن میں اس کے سامنے تھی۔

ہبہ بھی ایک طرف حیران ہوئے ان سبھی کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ دلیہ ٹیسٹ کرو سب" اس نے حکم سنایا۔

کیچن میں سب کو سانپ سونگھ گیا۔ ہبہ نا سمجھی سے ان سبھی کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ سب میں پہلے کون آگے آئے گا ٹیسٹ کرنے کے لئے؟" طلال کا صبر جواب دینے لگا تو اس نے دوبارہ پوچھا۔

آفت گینگ اس کے سامنے قطار میں کھڑی تھی۔ اس کے دوسرے سوال پر فوراً سے پیش قدمی ہوئی تھی۔

نہیں کوئی آگے نہیں آیا تھا بلکہ صفا کو چھوڑ کر سب ایک قدم پیچھے ہوئے تھے، اس وجہ سے ایسا معلوم ہوا جیسے صفا نے مکمل ہوش و ہواس اور پوری رضامندی سے ایک قدم آگے بڑھایا تھا۔

"آؤ۔ صفا جلدی سے اسے ٹیسٹ کرو۔" طلال کی سخت آواز پر وہ شاک سے اسے دیکھنی لگی۔۔

"ک۔۔ کیوں؟" اس کے پریشان سوال پر باقی آفت گینگ کے چہروں پر شرارتی مسکان آئی۔

"کیونکہ آپ نے ہی خود کو والینٹیر کیا ہے ٹیسٹ کرنے کے لئے" اس کی بات پر اس نے حیرت سے نیچے دیکھا۔ اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ ایک نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو اس کی ٹیم اسے پھنسا کر دبی دبی ہنسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اس نے روہانسا منہ بنا کر طلال کو دیکھا۔ لیکن ٹیسٹ کرنے کی ہمت نہ تھی۔ کیونکہ اسی نے تو نمک کا تقریباً پورا جار دلیے میں خالی کیا تھا۔

"دلیے میں نمک کس نے ڈالا؟" اس کے سوال پر جہاں ان سب نے تھوک نگلا وہیں ہبہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ فوراً مڑ کر اس نے دلیے کا ایک چمچ لیا۔۔ طلال کی بات کی تصدیق پر آنکھوں میں آنسو لیے انہیں دیکھنے لگی۔ اپنی محنت اور لگن سے بنائے گئے دلیے کے ضائع ہو جانے پر اس کا دل دکھا تھا۔

"کس کی ہے یہ حرکت؟" طلال کے غصے سے پوچھنے پر وہ سب ڈر گئے۔

یہ طلال کے گھر آنے کا وقت نہیں تھا یوں بے وقت آنے کی وجہ سے ان کا دوسرا پرینک بھی برباد ہو چکا تھا۔

وہ تو آیا بھی بس کسی کام سے تھا مگر کیچن میں پانی لینے آیا تھا وہیں دلیے کی خوشبو سے اس کی بھوک جاگ اٹھی تھی۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا ہبہ نے خود ہی اس کے سامنے پیش کر دیا تھا۔

"طلال بھائی وہ۔۔" فروہ نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ طلال غصے سے بولا۔

"میں نے آج تک تم سب کو کچھ نہیں کہا کیونکہ مجھے لگتا تھا تم سب خود ہی سدھر جاؤ گے مگر ایسا لگتا ہے یہ تو ناممکن سی بات ہے۔ آخر پرابلم کیا ہے تم سب کو مس نایاب سے؟ کیوں انہیں پریشان کرتے رہتے ہیں آپ سب؟" طلال کے غصے سے پوچھنے پر وہ سر جھکا گئے تھے۔

اس کا غصہ نایاب تھا کبھی کبھی آتا تھا، مگر جب آتا تھا تب ان کا بچنا مشکل ہوتا تھا۔

"وہ۔۔" عماد نے اب بات سنبھالنی چاہی۔

"کیا وہ؟" وہ غصے سے چیخا۔

"تم لوگوں کو مس نایاب سے پرابلم ہے یا پھر ماما سے؟" اس کی اس بات پر سب نے حیران ہو کر سر اٹھایا۔

ان کے کسی بھی پرینک کا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا کہ خالدہ کو کسی بھی طرح کی تکلیف پہنچے۔

"نہیں نہیں طلال بھائی۔۔" وہ سب ایک ساتھ بولے

"آپ سب اچھے سے جانتے ہیں کہ مس نایاب کو یہاں رکھنے یا جاب کرنے کے لئے صرف اور صرف ماما کے لئے رکھا ہے۔ اگر آپ ان کے کسی بھی کام میں دخل دیں گے تو وہ ماما پر اثر چھوڑے گا۔ پھر کیوں کرتے ہیں آپ سب یہ؟" طلال نے ان سب کو سختی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا" فروہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"مجھے آپ سب سے بحث نہیں کرنی۔ بس یہ سب آئندہ نہ ہو" وہ نرم پڑا۔

آخر کو وہ سب کا بڑا تھا، اس گھر کا سربراہ تھا۔

"I hope, this won't happen again." وہ کہتے ہوئے وہاں سے چل دیا تھا۔

اسے سب کو ساتھ لے کر چلنا تھا۔ وہ ان پر سختی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے امید تھی کہ اب یہ ہبہ کو پریشان نہیں کریں گے۔ مگر وہ طلال کی اتنی آسانی سے بات مان لیں؟ آفت گینگ اس دن پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔۔ اور شاید یہ بات طلال کے علم میں نہیں تھی۔ یا پھر شاید کوئی اور وجہ تھی اس سب کے پیچھے کہ وہ گھر کے ایمپلائے کے ساتھ ایسی حرکتیں کرنے پر مجبور تھے۔

☆☆☆☆☆

وہ تاریک، سکوت بھرے لان میں سے گزر رہی تھی، خاموشی کے باعث صرف اس کے قدموں کی چاپ ہی سنائی دے رہی تھی۔ وہ گھر واپسی کے لئے تیار کھڑی تھی جب صابرہ نے آکر اسے طلال کے بلانے کی اطلاع دی تھی۔

"آپ نے بلایا؟" اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔

وہ جانتی تھی اسے کس بات کے لئے یہاں بلایا گیا تھا، مگر وہ اس بارے میں بات کرنا نہیں چاہتی تھی۔

آفت گینگ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے یا برا اسے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ یہاں کام کے لئے آتی تھی اور کام تک ہی بس محدود رہتی تھی۔

"جی مس نایاب آیئے۔" طلال نے اسے سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ چپ چاپ چلتی ہوئی اس نشست پر آ ٹھہری۔

"مجھے آپ سے معذرت کرنی ہے۔" طلال نے بلا تمہید بات کا آغاز کیا۔

"کیسی معذرت؟ اگر آپ میم فروہ اور باقی سب کی شرارتوں پر معافی مانگنا چاہتے ہیں تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔" ہبہ نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت ہے" وہ اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"معافی کی ضرورت اگر ہے تو، انہیں مانگنی چاہیے، آپ کو نہیں۔ لیکن آپ نے ہی مجھے پہلے دن کہا تھا، کہ بچوں کی تمام شرارتیں نظر انداز کر دیا کروں، اور میں آج تک وہی کرتی آ رہی ہوں۔ بے فکر رہیں مجھے ان سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ میرے لئے بھی چھوٹے بہن بھائیوں کی طرح ہیں۔" ہبہ نے نرمی سے اپنی بات مکمل کی۔

"مگر پھر بھی۔۔ اگر ان کی کوئی بھی بات یا حرکت آپ پر گراں گزری ہو تو۔۔" طلال کی بات ہبہ نے درمیان میں کاٹ دی تھی۔

"نہیں سر، سچ میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ ویسے بھی ہر جاب میں آپ کو ٹف ٹائم ملتا ہی ملتا ہے، چاہے وہ ورک کولیگز سے ملے یا باس کے سخت رویے سے ملے، لیکن یہ سارا تجربہ ایٹ دا اینڈ آپ کو بہت کچھ سکھا دیتا ہے۔" ہبہ نے یہ کہہ کر بات ہی ختم کر ڈالی تھی۔

وہ چپ ہو گیا تھا، بلانے کا مقصد پورا ہو چکا تھا، ہبہ جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

جب طلال نے آواز دے کر اسے روکا تھا۔

"مجھے آپ سے ایک اور بات بھی کرنی ہے" طلال بھی اس کے برابر میں کھڑا ہو گیا۔

ہبہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"جی؟" اس نے طلال کو سوالیہ نگاہوں کے حصار میں لیا۔ طلال نے ایک لمبا سانس بھرا۔

"وہ دراصل بات یہ ہے کہ۔۔" اس سے پہلے وہ بات مکمل کر پاتا، عماد ہانپتا ہوا وہاں آیا تھا۔

"بھائی۔۔۔ بھائی۔۔۔ ماما۔۔" وہ پریشان سا آیا تھا۔ بھاگ کر آنے کی وجہ سے سانس پھولی ہوئی تھی۔

معاملے کی سنگینی جان کر۔۔ ہبہ اور طلال بھی خالدہ بخاری کے کمرے کی جانب بھاگے تھے۔

کسے خبر تھی کہ کونسی قیامت ان کی منتظر تھی۔۔

☆☆☆☆☆

وہ دونوں بھاگتے ہانپتے خالدہ بیگم کے کمرے میں پہنچے تھے جہاں باقی کی آفت گینگ پہلے سے موجود تھی۔

"کیا ہوا ہے ماما کو؟" طلال پریشانی سے پوچھتا ہوا ان کے سرہانے بیٹھا تھا۔

ہبہ کے چہرے پر تشویش صاف ظاہر تھی۔

"آنٹی نے دایاں ہاتھ ہلایا ہے طلال بھائی" عدیل کی بات سن کر اس نے بے یقینی سے پہلے اسے دیکھا اور پھر اپنی ماں کی جانب دیکھا۔

ان کا چہرا معمول کے مطابق تھا۔ کوئی خاص تبدیلی دیکھنے کو نہیں ملی تھی۔ اب اس کی نظریں ان کے دائیں ہاتھ کی جانب تھیں، جس میں ہلکی ہلکی لرزش موجود تھی۔

"ماما آپ ٹھیک ہیں؟" طلال نے فکر مندی سے پوچھتے ہوئے ان کا لرزتا ہاتھ تھاما تھا۔

وہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں اور مسکرانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"یہ ایک خوش آئیندہ بات ہے کہ ان کی دائیں جانب کے جسم کی موومینٹ شروع ہوئی ہے۔ انشاءاللہ ہم اسی طرح ان کی ڈائیٹ اور ہیلتھ کا خیال رکھتے رہیں تو یہ بہت جلد ریکور کر لیں گی۔۔" ہبہ کی آواز پر سب نے مڑ کر ہبہ کو دیکھا۔

طلال نے تشکر بھری نگاہیں اٹھا کر ہبہ کو دیکھا تھا۔

"لیکن یہ پراسس گریجول ہو گا۔ ہمیں ہمت کے ساتھ ساتھ بہت سارا صبر رکھنا ہو گا۔ اور میم کو چھوٹی چھوٹی ایفرٹس اور موومینٹ پر اپیشیٹ کرنا ہو گا۔" وہ اب طلال کے ساتھ باہر لاؤنج میں آگئی تھی۔ خالدہ کے سامنے ان کی کنڈیشن ڈسکس کرنا پروفیشنل نہیں تھا۔

"کیا واقعی ماما بلکل پہلے جیسی؟ بلکل نارمل ہو جائیں گی؟" طلال کی آواز پر داخلی دروازے کے باہر کھڑے نفوس کو پتھر کا کر دیا تھا۔

"امید تو پوری ہے، باقی اللہ سے دعا کرتے رہیں لیکن As her nurse and care taker, I would like to give you an advice" اس کی بات پر طلال نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ کو چاہیے کہ ڈائیٹ اور کیئر ٹیکنگ کے ساتھ ساتھ میم کی فیزیو تھیراپی بھی شروع کروائیں۔ اس سے ہمیں زیادہ جلدی اور زیادہ بہتر نتائج ملیں گے۔ باقی جو اللہ کی رضا" ہبہ کی بات پر اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں مس نایاب آپ کی ہی محنت اور توجہ کے باعث یہ ممکن ہو پایا ہے۔" طلال نے اسے احسان مندی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں یہ میرا نہیں اللہ کا احسان ہے آپ پر۔ میں نے بس اپنا کام کیا ہے۔" ہبہ نے اسے دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ طلال نے بھی مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔ کچھ لمحے یونہی تمام ہوئے۔

"میرا خیال ہے مجھے اب جانا چاہیے، آلریڈی بہت لیٹ ہو گیا ہے آج" ہبہ نے اس کی نظروں کا ارتکاز توڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔ دس بج رہے ہیں یہ تو بہت زیادہ لیٹ ہے۔ رکیں میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔" طلال نے فوراً پیشکش کی۔

"نہیں نہیں۔۔ میں خود ہی چلی جاؤں گی۔ بہت شکریہ" ہبہ نے انکار کیا اور جانے کے لئے قدم بڑھائے۔

"میری بات نہیں مانیں گی تو میں انکل کو شکایت کروں گا" طلال کی بات پر اس کے قدم رک گئے۔

اس نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔ بدلے میں وہ مسکرایا۔ اس کی دلکش مسکراہٹ کے سامنے ہبہ کو اپنا آپ ہارتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے سر جھکا لیا۔ یوں جیسے ہار مان لی ہو۔

"تو چلیں؟" طلال نے مسکرا کر پوچھا جس پر اس نے ہلکے سے سر ہلا دیا۔ وہ بھی مسکرا دیا۔

☆☆☆☆☆

"تم جانتی ہو نہ تمہیں یہاں آنے کی اجازت اور تمہاری فیس کا خرچہ میں کیوں کر رہی ہوں؟" انعم کی بات پر اس کا حلق سوکھا، سانس اٹکی اور کچھ بولا نہ گیا۔

"سن رہی ہو یا گونگی کے ساتھ ساتھ بہری بھی ہو گئی ہو؟" وہ ترش لہجے میں بولیں تو بے اختیار فروہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"خالہ جان۔۔ وہ میں۔۔" اس کی بات کو انعم نے درمیان میں کاٹا۔

"یاد رکھو۔۔ اگر مجھے تمہارے اور تمہارے بھائی کے یہاں ہونے کا فائدہ نہ دکھائی دیا تو اگلی ہی صبح واپس تمہارے گاؤں بھیج دوں گی، یہ میری وارننگ ہے تمہیں، لاسٹ وارننگ۔ سمجھی تم؟" ان کے لہجے کی خار سے وہ اندر تک زخمی ہو گئی تھی۔

"خالہ جان وہ۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر انعم سننے کے موڈ میں نہیں تھیں۔

"جا سکتی ہو اب یہاں سے۔ نالائق کہیں کی" انہوں نے اس بدتمیزی سے کہا کہ فروہ کا چہرہ اپنی اہانت کے احساس سے سرخ ہو گیا۔ لیکن وہ کچھ نہیں کہہ سکتی تھی، مجبور تھی۔

"اب جاؤ بھی شکل گم کرو اپنی" انعم کی بات پر وہ اٹھی اور کمرے سے غائب ہو گئی۔

انہیں اپنی پیش رفت بڑھانی تھی۔ کچھ بھی کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہونا تھا۔

اپنی بہن کے بچوں کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر انہیں اپنا مقصد حاصل کرنا تھا۔

آج ہبہ کے منہ سے وہ خالدہ کی بہتری کی باتیں سن چکی تھیں، اس وقت لاؤنج کے باہر بھی وہی کھڑی تھیں اور تب سے ان کا موڈ شدید آف تھا، چہرے پر پریشانی کے تاثرات صاف ظاہر تھے۔

انہیں اپنی ساری محنت مٹی میں ملتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی تبھی انہوں نے اپنے گھوڑوں کی لگام کھینچی تھی۔

انہیں معاملات کو اپنے ہاتھ میں لینا تھا ورنہ بہت دیر ہو سکتی تھی۔ بہت نقصان ہو سکتا تھا۔ ان کی سالوں کی محنت برباد ہو سکتی تھی اور اس سب کی وجہ وہ لڑکی ہبہ تھی!

جاری ہے۔

ZOHA ASIF